مسلک اباضی بھی اسلامی مسالک میں سے ایک مستند مسلک ہے ان کی بنیاد بھی قرآن وسنت اور اجماع امت ہے ،لیکن یہ مسلک دیگر مسالک کی طرح شہرت نہیں حاصل کرسکا ،اس سے اکثر لوگ ناآشنا ہیں ،لہذا جب دوسرے لوگوں سے ان کا اختلاط ہوتا ہے اور وہ لوگ ان سے آشنا ہوتے ہیں، ان کے طریقہ نماز کو دیکھتے ہیں،تو یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ مسلک صحیح اور درست ہے اور کیا اس مسلک کی کوئی اصل صحابہ وتابعین کے دور میں پائی جاتی ہے ،خاصطور سے انکی نماز سے متعلق لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کا طریقہ نماز درست اور قرآن وسنت سے ماخوذ ہے یا انہوں نے اپنی عقل ودانش کو رہنما مان کر یہ طریقہ خود اختراع کیا ہے،یہ سب ایسے سوالات ہیں جو اکثر لوگ کیا کرتے ہیں،لہذا ان سوالات کو ذہن میں رکھ کر عمان کے ایک مشہور عالم دین محمد معولی نے یہ کتابچہ تیار کیا ہے اور انداز گفتگو سوال وجواب کا رکھا ہے تاکہ ہر کس وناکس آسانی کے ساتھ سمجھ سکے۔

ویسے تو اس موضوع پر اس مسلک کے پیروکاروں میں سے متعدد لوگوں نے قلم اٹھایا اور ان اعتراضات کا کافی وشافی جواب دیا ہے،لیکن وہ کتابیں ایسی مطول ضخیم اور عالمانہ ہیں کہ نہ تو ہر شخص ان کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی ہر شخص

کے پاس اتنا وقت ہے کہ ان کا مطالعہ کرسکے،لہذاموصوف نے یہ کتابچہ اتنا مختصر لکھا ہے کہ چند منٹ میں اس کو پڑھا جا سکتا ہے اور اس مسلک کے بارے میں اہم معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

یہ کتابچہ چونکہ عربی زبان میں تھا ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کو عربی کے قالب سے اردو کے قالب میں منتقل کیا جائے تاکہ اردوخواں طبقہ اس سے استفادہ کرسکے،لہذا اس اہم کام کو ایک ہونہار قلمکار سید ازہر حسین ندوی نے انجام دیا ہے،فاضل موصوف اس سے قبل بہت سی عربی کتابوں کا ترجمہ کرکے ترجمہ نگاری پر اپنی قدرت ومہارت کا ثبوت عوام وخواص کے سامنے پیش کر چکے ہیں،لہذا ان کے ترجمے سے متعلق کچھ عرض کرنے کی چندا ضرورت نہیں ہے ،بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ فاضل موصوف کے قلم کو دین وملت کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور ان کی سعی کو سعی مشکور بنائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پروردگار ہے ،اور درود وسلام ہو ہمارے آقا احمد مجتبی محمد مصطفی ﷺ پر،آپ ﷺ کے اہل وعیال پر اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام پر۔

امابعد:ہم آپ کی خدمت میں یہ مختصر سا کتابچہ پیش کررہے ہیں جو مسلک اباضی اور ان سے متعلق بہت سے حقائق پر خاصطور سے ان کی نماز کی کیفیت پر مشتمل ہے،اور اس کتابچہ کو سوال وجواب کے انداز میں تیار کیا گیا ہے۔

ہم اللہ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں شامل فرمائے جو بات کو سنتے ہیں اور صحیح اور درست قول کی اتباع کرتے ہیں،اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو حق کی رہنمائی فرمائے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے...

1۔اباضیوں کا اباضی نام کیوں پڑا؟

جواب:اس مسلک کے ماننے والوں کو لفظ اباضی سے دوسرے لوگوں نے تعبیر کیا ہے،اور یہ نام ان کو سیاسی طور پر دیا گیا ہے،یہ نسبت عبد اللہ بن اباض تمیمی تابعی کی طرف ہے،ان کا شمار اس مسلک کے سیاسی قائدین میں ہے،آپ کی قیادت میں مسلک اباضی کے لوگوں نے اموی حکام کی سنت نبوی اور خلفاء راشدین کے نہج سے ہٹ جانے کی وجہ پرجوش انداز میں تنقید کی ،اور اسی طرح آپ نے عبد الملک بن مروان کو خطوط لکھے جو مشہور ومعروف ہیں،ان خطوط میں آپ نے ان کے سامنے حق واضح فرمادیا تھا اور اس جماعت کا دفاع کیا تھا جس جماعت سے آپ کو نسبت تھی۔

2۔اباضیوں کا جب تک یہ نام نہیں پڑا تھا اس وقت تک کس نام سے ان کو جانا جاتا تھا؟

جواب:اس سے پہلے وہ اپنے لئے جماعة المسلمين یا اهل الدعوة یا اهل الاستقامة کے الفاظ استعمال کرتے تھے،ان کے لئے سب سے پہلے لفظ اباضیہ کا استعمال تیسری صدی ہجری کے آخر میں کیا گیا،اور پھر یہ لفظ عام ہو گیا،اور اس کے لفظ کو اپنے لئے اس مسلک کے ماننے والوں نے بھی پسند کیا۔

۳۔مسلک اباضی کے ماننے والوں کے دینی امور کا ماخذ کیا

ہیں؟

جواب:مسلک اباضی کے ماننے والے دینی امور کے اندر قرآن وسنت اور اجماع امت کو ہی اصل ماخذ قرار دیتے ہیں،اور تشریع اسلامی کے اندر انہیں کو اساس وبنیاد مانتے ہیں اور اپنے مذہبی امور میں انہیں سے دلائل اخذ کرتے ہیں،چنانچہ ان کے یہاں عقیدہ یا فقہ کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا استنباط انہوں نے قرآن وسنت یا ان سے متعلق دلائل کو چھوڑ کر کیا ہو۔

۴۔مسلک اباض کے ماننے والے سنت نبوی پر کس حد تک عمل کرتے ہیں؟

جواب:سنت نبوی پر عمل کرنے میں اباضیوں کا کارواں سب سے آگے ہے اور یہ لوگ اتباع رسولﷺ کے سب سے زیادہ حریص ہیں،اس بات کا اعتراف غیروں نے بھی مختلف زمانوں میں کیا ہے،اور جو شخص بھی ان کی کتابوں اوران کی تاریخ کا مطالعہ کرے گا اسے اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا۔

۵۔اباضیوں کے نزدیک حدیث کی کتابوں میں معتمد علیہ کتاب کونسی ہے؟

جواب:اباضیوں کے یہاں حدیث کی کتابوں میں معتمد علیہ کتاب مسند امام ربیع بن حبیب فراہیدی ہے،اور یہ کتاب حدیث کی کتابوں میں صحیح ترین کتاب ہے،کیونکہ اس کی حدیثیں ثلاثی السند ہیں،اور اس کے راوی ثقہ ہیں،اور اس کی

اکثر حدیثیں ابو عبیدہ مسلم بن ابو کریمہ عن جابر بن زید ازدی عن الصحابہ سے مروی ہیں،اس کے ساتھ اباضی حدیث کی دوسری کتابوں پر بھی اعتماد کرتے ہیں،چنانچہ یہ لوگ ہر اس حدیث کو قبول کر لیتے ہیں جو حضورﷺسے صحیح سند کے ساتھ مروی ہو اگر چہ اس کو روایت کرنے والا غیر اباضی ہو۔

٦۔ اباضیوں کے نزدیک معتمد علیہ علمی منہج کیا ہے؟

جواب:مسلک اباضی کے پیروکار اپنی وسعت فکری وفقہی اور وسعت قلبی سے ہمیشہ معروف ومشہور رہے ہیں،وہ حق کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن کریم اورتمام کتب حدیث میں صحیح مروی حدیثوں کو اختیار کرتے ہیں،اور غیر مسلک والوں کے اقوال کو پوری امانتداری کے ساتھ نقل کرتے ہیں،اور جس کے قول کی دلیل کو قوی دیکھتے ہیں اس کو راجح قرار دیتے ہیں خواہ اس قول کا قائل کوئی بھی ہو ،یہ حقیقت ان کی کتابوں میں آشکارا ہے۔

٧۔دوسرے لوگ مسلک اباضی کے ماننے والوں پر سنت کی مخالفت کا الزام کیوں لگاتے ہیں؟

جواب:مسلک اباضی کے ماننے والوں پر یہ الزام لگا نا کہ وہ سنت کی مخالفت کرتے ہیں فقہ اباضی کے اصول وقواعد سے عدم واقفیت کی دلیل ہے،اور یہ چیز ان تاریخی وسیاسی واقعات وحوادث کے نتیجہ میں پیدا ہوئی جو زمانے قدیم میں پیش آئے اور جن کے اثرات دوسروں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۸۔مسلک اباضی دوسرے مسالک کی طرح شہرت کیوں نہیں حاصل کرسکا؟

جواب:ابتداء میں مسلک اباضی چند اسلامی علاقوں میں پھیلا جیساکہ اس کا ذکر آگے آئے گا،لیکن اس کے بعد اسکی شہرت کم ہو گئی،اس کا سبب یہ ہوا کہ جن گروپوں نے سیاسی طور پر اموی اور عباسی حکومت کی سخت مخالفت کی تھی ان میں سے ایک گروہ اباضیوں کا تھا جن میں سرفہرست عبداللہ بن اباض تھے،چنانچہ اموی اور عباسی حکمراں اس مسلک اور اس مسلک کے ماننے والوں کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑے،اور لوگوں کے درمیان اور اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے درمیان حائل ہو گئے،وہ لوگوں کو ان سے متنفر کیا کرتے تھے اور ان کے لئے خوارج کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

۹۔مسلک اباضی کہاں پھلا پھولا اور اس کے انتشار میں اب گراوٹ کیوں آگئی؟

جواب:مسلک اباضی ملک عمان کے ساتھ ساتھ جزائر،تونس ،لیبیا،یمن اور کئی افریقی ملکوں میں جیسے تنزانیا،اوغنڈا،کینیا،غانا اور مالی اور ان کے علاوہ دوسرے ممالک میں موجود ہے،یہ مسلک پہلے عراق،خراسان،سندھ وغیرہ میں بھی موجود تھا ،بہت سے علاقوں میں اس مسلک کے ختم ہونے کا سبب یہ ہو اکہ ان ملکوں کی سیاست اس مسلک اور اس مسلک کے ماننے والوں کے خلاف ہے،اور یہ مخالفت اس درجہ کو پہونچی کہ انہوں نے اس مسلک

کے ماننے والوں پر کفر کا فتوی چسپا کیا،انہیں قتل کیا،اور انکی کتابوں کو نذر آتش کردیا،اور اس کے علاوہ دوسرے مظالم ان پر ڈھائے،جبکہ اباضی سلطنتوں نے اپنے مخالفین کے ساتھ یہ طریقہ نہیں اختیار کیا،کیونکہ اباضیوں کا طرۂ امتیاز روادای دوسروں کا احترام کرنا،انہیں دینی بھائی شمار کرنا،اور دوسروں کو طاقت کے بل بوتے اس مسلک کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرنا ہے۔

۱۰۔زیادہ تر لوگ مسلک اباضی کی خوبیوں ، ان کی تاریخ اور ان کی کتابوں سے ناواقف کیوں ہیں؟

جواب:ان چیزوں سے ناواقفیت کی وجہ تاریخ کے مختلف دور میں مذہبی تعصب،ظلم وستم ، بغض وحسد،اباضی علمی سرمایہ کو نذرآتش کرنا ،اس مسلک کے ماننے والوں کو جلاوطن کرنا ،ان کو قتل کرنا اور ان کو اپنے مسلک کے ترک کرنے پر مجبور کر نا ہے۔

۱۱۔دوسروں کے یہاں مسلک اباضی اور اس کے ماننے والوں کے سلسلے میں جھوٹ اور افترا پردازی کیوں عام ہوئی؟

جواب:مسلک اباضی کے سلسلے میں جو غلط باتیں عام ہوئیں اس کا سبب حکمرانوں کا ظلم وستم ہے،جن کے ہاتھوں میں ابتدائی دور میں امت مسلمہ کی باگ ڈور تھی،اور ان کی ظالمانہ اور جابرانہ سیاست اور ہر اس شخص کے ساتھ برسر پیکار ہونا ہے جو ان کے ظلم وجور کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرتا تھا، وہ لوگ ہر اس شخص کو جلاوطن کردیتے تھے جو لوگوں کے سامنے حق کو

بیان کرتا،اور امر بالعروف اور نہی عن المنکر کی صدا لگاتا،اور ان حکمرانوں نے ہر اس شخص سے امت کو متنفر کیا جو ظالم وجابر حاکم کے خلاف خروج کو جائز قرار دیتا ہواور امت کے ساتھ اس کے ظالمانہ رویے کی مخالفت کرتا ہو،ان حکمرانوں نے ایسے لوگوں پر دین سے نکل جانے کا نام (خوارج)چسپا کیا،اور ان کی تصویر بدنما شکل میں پیش کی،چنانچہ اس وقت جو کتابیں تصنیف پائیں ان میں اسی طرح کی افترا پردازی اور کذب بیانی پائی جاتی ہے،ان باتوں کو بہت سے ان لوگوں نے تسلیم کرلیا جو واقعات کی جانچ پڑتال نہیں کرتے ہیں،اور معاملہ یہاں تک پہنچا گیا کہ اس وقت کے علماء نے حکام کو اباضیوں کے قتل کرنے کے جواز کا فتوی دے دیا۔

۱۲۔دوسروں کے بارے میں اباضیوں کا منہج کیا ہے؟

جواب:مسلک اباضی کے ماننے والے تمام لوگوں کے نزدیک اپنے طرز اور اپنے نہج کے اندر اعتدال اور وسطیت میں مشہور ہیں،وہ اپنے ہر معاملےکے اندر دقیقہ رسی اور باریک بینی میں مشہور ہیں حتی کہ دوسرے مسالک کے پیروکاروں کے ساتھ بھی،ان کا طرز عمل دوسروں کی طرح نہیں ہے جو مخالف مسلک کے ماننے والوں پر شرک وکفر کا حکم لگاتے ہیں،اور دوسرے مسلک والوں کے پیچھے نماز کے عدم جواز کا فتوی دیتے ہیں،اور ان کے ساتھ شادی کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں،بلکہ ان کے خون کو حلال سمجھتے ہیں،حالانکہ اباضی ان افعال کے مرتکب نہیں ہیں۔

۱۳۔ مسلک اباضی کے پیروکار اپنی حکومت وسلطنت کے سایہ میں دوسرے مسالک والوں کے ساتھ کیسا برتاو کرتے ہیں؟

جواب:مسلک اباضی کی تاریخ معاشرتی اور اجتماعی اعتدال سے لبریز ہے،چنانچہ دوسرے اسلامی مسالک کے ماننے والوں کو اباضی حکومتوں کے سایہ میں وہ تمام حقوق وواجبات حاصل ہوتے ہیں جو اباضی اور غیر اباضی مسلم کو حاصل ہوتے ہیں،اباضی دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں،اور اگر کبھی کبھا اس کے خلاف کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوا تو وہ ظلم ہے جسے اباضی اصولوضوابط کی جانب سے سند جواز فراہم نہیں۔

اباضیوں کی نماز سے متعلق بعض مسائل

١۔ اباضیوں کے یہاں تکبیر تحریمہ سے پہلے ثناء کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جواب:اس مسئلہ کے اندر اباضی اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے جیسے سنن ابو داؤد،ابن ماجہ،ترمذی،حاکم اور ان کے علاوہ دوسری کتابیں،یہ حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺجب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

«**سبحانك اللهم و بحمدك تبارك اسمك و تعالى جدك و لا إله غيرك**»ترجمہ:اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تو ہی حمد وستائش کا حقیقی سزاوار ہے،تیرا ہی نام بلند وبالا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

ابو غانم خراسانی نے نقل کیا ہے کہ اسی پر ابوبکر ،عمر اور ابن مسعود کا عمل تھا،یہ حضرات اس کے پڑھنے کے بعد تکبیر کہتے اور تکبیر کے بعد تعوذ پڑھتے تھے۔

٢۔ اباضی نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے ہیں؟

جواب:تکبیر تحریمہ کے وقت اباضیوں کے رفع یدین نہ کرنے

کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو رفع یدین کی ممانعت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں،اور جن کو ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے،جن میں امام ربیع بھی ہیں،اور اسی طرح ان ائمہ حدیث نے بھی ان احادیث کو روایت کیا ہے،حدیث کے باب میں جن پر اہل سنت والجماعت اعتماد کرتے ہیں جیسے امام مسلم،نسائی اور ابوداؤدوغیرہ۔

۳۔نماز کے دوران رفع یدین کی ممانعت کی حدیث کونسی ہے؟

جواب:یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ آئی ہے،ان میں سے ایک سند امام ربیع کی روایت ہے،کہ ابو عبیدہ نے جابر بن زید سے،انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں نے نبی کریمﷺسے نقل کیا ہے کہ آپﷺنے فرمایا:

«كأني بقوم يأتون من بعدي يرفعون أيديهم في الصلاة كأنها أذناب خيل شمس» ترجمہ:گویا کہ میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور نماز کے دوران اپنے ہاتھوں کو بدکنے والے گھوڑوں کی دم کی طرح اٹھائیں گے۔

اور دوسری روایت وہ ہے جس کو امام مسلم نے نقل کیا ہے،وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن ابوشیبہ اور ابوکریب نے بیان کیا ہے کہ ان سے ابو معاویہ نے اعمش سے،انہوں نے مسیب بن رافع سے،انہوں نے تمیم بن طرفہ سے،اور انہوں نے جابر بن سمرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جابر بن سمرہ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس

رسول پاکﷺتشریف لائے اور فرمایا :

«مالي أراكم رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكتوا في الصلاة,قال ثم خرج علينا فرآنا حلقا فقال مالي أراكم عزين,قال ثم خرج علينا فقال **ألا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها فقلنا يا رسول الله و كيف تصف الملائكة عند ربها قال يتمون الصفوف الأول و يتراصون في الصف**»

ترجمہ:تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں بدکنے والے گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، نماز کے دوران تم لوگ سکوت اختیار کیاکرو،راوی کہتے ہیں کہ آپﷺایک مرتبہ پھر ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایاکہ:تم لوگ اس طرح صفوں میں کیوں نہیں کھڑے ہوتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صف میں کھڑے ہوتے ہیں،تو ہم نے عرض کیا،یا رسول اللہﷺفرشتے اپنے رب کے پاس طرح صفوں میں کس کھڑے ہوتے ہیں،آپ نے جواب میں فرمایا:وہ لوگ اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے ملکر کھڑے ہوتے ہیں۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ:مجھ سے ابوسعید اشج نے، ان سے وکیع نے،ان سے اسحاق بن ابراہیم نے،ان سے عیسی بن یونس نے نقل کیا ہے،اور ان دونوں نے اعمش سے اس سند سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

۴۔دوسرے مسالک کے لوگ نماز کے دوران رفع یدین کی ممانعت والی حدیثوں کے بارے میں کیا جواب دیتے ہیں؟

جواب:وہ لوگ ان حدیثوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان

روایتوں میں رفع یدین کی ممانعت سلام کے وقت رفع یدین کے ساتھ مقید ہے،لیکن جو شخص بھی ان کے اس اعتراض پر غور کرے گا وہ اس حقیقت کو پا لے گا کہ ان احادیث میں لفظ سلام سرے سے وارد ہی نہیں ہوا ہے،بلکہ سلام کا لفظ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے ،اور ان دونوں حدیثوں کو ایک ہی حدیث قرار دینا ممکن نہیں ہے،لہذا یہ قید ثابت نہیں،کیونکہ اس حدیث کا ظاہری مفہوم نماز کے اندر مطلق طور پر رفع یدین کی ممانعت کررہا ہے،جس میں سلام کے وقت رفع یدین بھی شامل ہے۔

۵۔وہ کونسی حدیث ہے جس پر اباضیوں اور غیر اباضیوں کے یہاں نماز کی صحت کا دارو مدار ہے؟

جواب:یہ وہ حدیث ہے جو «المسيئ في صلاته"کے عنوان سے مشہور ہے،اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے ابوہریرہ کی سند سے نقل کیا ہےکہ رسول اللہﷺ مسجد میں تشریف لائے،تو ایک صاحب مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر آپﷺکے پاس آئے اور آپﷺکو سلام کیا تو آپﷺنے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ:واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے(یعنی تمہاری نماز نہیں ہوئی ہے)ان صاحب نے تین بار نماز پڑھی اور تینوں بار آپﷺ نے ان سے یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے،تو اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپﷺکو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں،لہذا مجھے آپ نماز

کا طریقہ سکھا دیں،تو آپﷺنے فرمایا کہ:جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو،پھر قرآن کریم کا جو حصہ تم تلاوت کر سکتے ہو تلاوت کرو،پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو،پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ،پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو،پھر سجدے سے اٹھو یہاں تک کہ بالکل سیدھے بیٹھ جاؤ،اور اسی طرح اپنی پوری نماز ادا کرو۔

یہی حدیث نماز کی صحت میں اصل الاصول ہے،اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے اندر جن چیزوں کا ذکر آیا ہے ان کی ادائیگی واجب ہے،اور اس کے ماسوا جو چیزیں ہیں وہ واجب نہیں ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس حدیث کے اندر رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں ہے،اور نہ ہی ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا کوئی ذکر ہے،کیونکہ اگر ہاتھ کا اٹھانا اور باندھنا واجبات نماز میں داخل ہوتا تو اس کی وضاحت حضورپاکﷺاس شخص کے سامنے ضرور کرتے۔

۲۔ان حدیثوں کا کیا مفہوم ہے جو حضورپاکﷺکی نماز کی کیفیت بیان کرتی ہیں حلانکہ ان میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے؟

جواب:ان حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ رفع یدین نماز کی بنیادی چیزوں میں شامل نہیں ہے،اور جو شخص تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہیں کرتا وہ سنت رسولﷺکی مخالفت کرنے والا

یا سنت رسول کا انکار کرنے والا نہیں ہے،جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے،بلکہ جو شخص رفع یدین کررہا ہے اسی کے بارے میں اندیشہ کہ وہ سنت رسولﷺکی مخالفت کر رہا ہو،کیونکہ رفع یدین کی ممانعت ثابت ہے،جیسا کہ آپ نے ان دلائل وغیرہ سے سمجھ لیا ہو گا جو ہم نے ذکر کئے ہیں۔

٧۔ ان حدیثوں کا کیا حکم ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں اور ان میں نماز کے دوران رفع یدین کا ذکر ہے؟

جواب:یہ بھی مروی ہے کہ آپﷺنماز میں رفع یدین کرتے تھے اور یہ بھی مروی ہے کہ آپﷺنے رفع یدین سے منع فرمایا ہے تو جب دونوں ہی طرح کی روایتیں آپﷺسے مروی ہیں تو ممانعت والی روایت پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ اور بہتر ہو گا،کیونکہ نہی والی روایت امر والی روایت پر مقدم ہوتی ہے،اور یہ اصول فقہ کا مشہور ومعروف قاعدہ ہے،اس کی بنیاد حضورپاکﷺکے اس ارشاد پر ہے کہ جب میں تم لوگوں کو کسی چیز کے کرنے کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے بقدر اس کو بجا لاؤ، اور جب کسی چیز سے منع کروں تو باز آجاؤ۔

علاوہ ازیں رفع یدین کی حدیثوں کی کثرت کے باوجو فقہائے کرام رفع یدین کو شرط نماز قرار نہیں دیتے،اور نہ ہی واجب کہتے ہیں،بلکہ اس کے نہ کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں،چنانچہ ان کے نزدیک رفع یدین رکن صلاۃ نہیں ہے،اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہے،بلکہ بعض فقہائے کرام نے تو اس کا ذکر مستحبات میں بھی نہیں

کیا ہے،اور مسلمان کسی امر ممنوع کا ارتکاب کرے اس بہتر ہے کہ وہ امر مستحب کو چھوڑدے۔

۸۔ان روایتوں سے اور فقہائے کرام نے جو کچھ ان روایتوں کے بارے میں کہا ہے ان سے ہم کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں؟

جواب:اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اباضیوں کے یہاں جو نماز کا طریقہ ہے وہ بالاجماع صحیح اور درست ہے،اس پر ہر مسلک کے علماء کا اتفاق ہے،کیونکہ اباضی حضورپاکﷺسے مروی طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں،اور اس پر تمام مسالک کے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز کی یہ صورت کامل ہے اور نماز کے مطلوبہ ارکان وشروط پر مشتمل ہے اس کے اندر کسی ایسے عمل کی کمی نہیں ہے جو اس کے فاسد ہونے کا مطالبہ کررہا ہو۔

۹۔دوران نماز ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں اباضی کیاکہتے ہیں،اور ان روایتوں کے بارے میں ان کا کیا قول ہے جو اس سلسلہ میں حضورﷺکی طرف منسوب کی جاتی ہیں؟

جواب:اباضیہ روز اول ہی سے نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے ہیں،اوران کے نزدیک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں آئی ہوئی احادیث نہ تو اتنی قوی ہیں اور نہ ہی اس باب میں اتنی صریح ہیں کہ اس کو نماز کی سنت قرار دیا جائے، مستزاد یہ کہ جو لوگ ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں وہ خود اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ ہاتھ کب باندھا جائے ،اور کیسے باندھا جائے،چنانچہ ان میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف نفل نماز

میں ہاتھ باندھا جائے گا،اورکچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نفل اور فرض دونوں نماز میں ہاتھ باندھے جائیں،جبکہ انہیں میں سے کچھ لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ نہ فرض میں ہاتھ باندھے جائیں گے اور نہ ہی نفل میں،اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہاتھ کہاں رکھے جائیں گے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے نیچے رکھے جائیں گے،اورکچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے جائیں گے،جبکہ ان میں سے بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھے جائیں،اسی طرح رفع یدین کے سلسلہ میں بھی ان کا اختلاف ہے،چنانچہ ایک قول ہے کہ ایک بار ہاتھ اٹھائے جائیں گے،دوسرا قول ہے کہ چار بار اٹھائے جائیں گے،اور تیسرا قول ہے کہ اس سے زیادہ بار ہاتھ اٹھائے جائیں گے....

مزید برآں اس سلسلے میں جو احادیث وہ پیش کرتے ہیں ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی صحیح اور ضعف سے خالی نہیں ہے،جیسا کہ روایت کی تحقیق کرنے والے غیر اباضی اہل علم نے یہ بات کہی ہے۔

۱۰۔رفع یدین اور ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں ان کا کثرت اختلاف اور اس بارے میں روایتوں کا اضطراب کس چیز پر دلالت کرتا ہے؟

جواب:اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رفع یدین اور ہاتھ باندھنا نماز کا کوئی ایسا خاص عمل نہیں ہے جس پر حضورپاکﷺنے ہمیشہ پابندی کی ہو،اور اگر ایسا ہوتا تو یہ اختلاف اور روایتوں

کے اندر یہ اضطراب نہیں پایا جاتا،کیونکہ نماز حضورپاکﷺکا ایک ایسا عمل ہے جو آپﷺصحابہ کرام کے سامنے کئی سال دن ورات میں پانچ باراداکرتے رہے،لہذا یہ بات عقل میں آنے والی نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نمازکے طریقہ کو صحیح طورپر محفوظ نہیں کیاہو۔

۱۱۔کیادوران نماز ہاتھ چھوڑنے اور نہ باندھنے کے قائل صرف مسلک اباضی کے پیروکار ہیں؟

جواب:دوران نماز ہاتھ چھوڑنے کے قائل صرف اباضی نہیں ہیں بلکہ یہ قول مالکیہ کے یہاں بھی پایا جاتا ہے جو کہ اہل سنت کے چار مسلکوں میں سے ایک مسلک ہے،کہا گیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مؤطا کے اندر ہاتھ باندھنے کی حدیثیں نقل کی ہیں،لیکن ان حدیثوں پر امام مالک اور امام مالک رحمہ اللہ کے اکثر ماننے والوں نے عمل نہیں کیا ہے،متقدمین علماء مالکیہ کاہاتھ باندھنے کے سلسلے میں اختلاف تھا،لیکن ان کے یہاں جو بات تسلیم شدہ ہے وہ یہ کہ انہوں نے نماز میں ہاتھ نہیں باندھا ہے،بلکہ ان کی رائے یہ ہے کہ فرض نماز میں یہ عمل مکروہ ہے،لیکن نفل نماز میں کوئی حرج نہیں ہے،تاکہ طول قیام کی صورت میں مصلی اس سے مدد حاصل کرلے، مصر،سوڈان،افریقی ممالک،اندلس اور اس کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک کے اکثر باشندگان کا اسی پر عمل ہے،لہذا ان کے یہاں زمانہ ماضی میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا، ان کے درمیان اس کا رواج موجودہ دور میں میڈیا اور سیاست کی وجہ سے ہوا ہے، مالکیہ نے کئی ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں

دوران نماز ہاتھ باندھنے والی احادیث پر نقد کی ا ہے۔

۱۲۔کیا دوران نماز ہاتھ نہ باندھنا صحابہ وتابعین سے مروی ہے؟

جواب:ہاں،صحابی رسول عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ آپ نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے تھے،اس روایت کو ابن ابو شیبہ نے نقل کیا ہے،اسی طرح بہت سے کبار تابعین کے بارے میں یہ چیز مروی ہے،جن میں سعید بن مسیب،سعید بن جبیر،مجاہد،حسن بصری،نخعی اور ابن سیرین ہیں،جیسا کہ ابن منذرنے روایت کیا ہے،اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا امرمعروف نہیں تھا،جبکہ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا تھا۔

۱۳۔نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد اباضی آمین کیوں نہیں کہتے ہیں؟

جواب:کیونکہ یہ زائد لفظ ہے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورہ فاتحہ میں شامل نہیں ہے،لہذا یہ کلام الناس ہے،اور نماز کے اندر کلام کرنا ممنوع ہے،جیسا کہ اس سلسلہ میں حضورپاکﷺسے روایت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے،اور وہ روایات جن سے سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنے کے قائلین نے استدلال کیا ہے صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں،ان روایتوں کے اندر شک پایا جاتا ہے،کیونکہ یہ روایتیں یاتو ضعیف ہیں یا مضطرب ،یا موضوع ہیں،اور اگر ان

روایتوں میں سے کوئی حدیث صحیح سندسے ثابت ہےتو اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ یہ روایت دوران نماز کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کی ہے،بلکہ مفسر قرآن ابن عربی فرماتے ہیں کہ:آمین کے سلسلے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے،مزید یہ کہ اس کے قائلین بھی اس کو مستحب قرار دیتے ہیں واجب نہیں،اسی وجہ اباضی ان تمام چیزوں سے اپنے دامن کو بچاکر اس پرعمل کرتے ہیں جو یقین کے ساتھ واضح طور پر ثابت ہے،اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جس کو امام احمد،امام شافعی،نسائی، طبرانی، ابوداؤدوغیرہ نے ابن مسعود کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریمﷺنے ارشاد فرمایا:اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں سے جو چاہتا ہے نیا حکم بھیج دیتا ہے،اس کا نیا حکم یہ ہے کہ تم لوگ اب نماز میں بات نہ کیاکرو۔

۱۴۔نماز ظہر اور عصر میں اباضی سورہ فاتحہ کے بعد ضم سورت کیوں نہیں کرتے؟

جواب:اس لئے کہ وہ لوگ اس سلسلہ میں متعدد دلیلوں پر عمل کرتے ہیں،ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو ان کے بھی صحیح راویوں نے نقل کیا ہےجیسے ابو داؤد کی روایت جسے انہوں نے سنن ابوداؤد کے اندر ابن عباس کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا رسول اللہﷺنماز ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے؟تو آپ نے جواب دیا نہیں،کسی نے کہا کہ شاید اپنے دل ہی دل میں پڑھتے ہوں؟تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات پہلی بات سے بھی زیادہ بری ہے،آپﷺعبد مامور تھے جس کا

آپﷺکو حکم ملا اس کو پہونچادیا۔
اسی کے مثل روایت نسائی نے نقل کی ہے۔
یہ روایت صراحت کے ساتھ اور یقین وجزم کے ساتھ عدم قرأت کو بیان کررہی ہے،جہاں تک دوسری روایتوں کا تعلق ہے جو نماز ظہر وعصر میں سورہ فاتحہ کے بعد قرأت کرنے کو بیان کرتی ہیں،ان میں واضح طور پر اضطراب اور شک پایا جاتا ہے،وہ یقین وجزم کے ساتھ حضورپاکﷺکے قرأت کرنے کو بیان نہیں کرتی ہیں،اسی وجہ سے اباضی ان احادیث پر عمل نہیں کرتے ہیں۔

۱۵۔تشہد کے دوران اباضی انگلی کیوں نہیں اٹھاتے اوراس کو حرکت نہیں دیتے ہیں جیساکہ دوسرے مسالک کے ماننے والوں کا عمل ہے؟

جواب:کیونکہ یہ عمل نمازکے اندر ہے اور مامور بہ خشوع وخضوع کے منافی ہے، اور اس حرکت کا ثبوت حضوراکرمﷺسے ان کے نزدیک بھی نہیں ہے، نیز اس کے قائلین کا اس کی کیفیت کے بارے میں اور انگلی کب اٹھائی جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے،بلکہ البانی نے ان کیفیات کے بارے میں اپنی کتاب تمام المنہ کے اندر لکھا ہے کہ:ان تحدیدات اور کیفیات کی کوئی دلیل حدیث میں موجود نہیں ہے۔

۱۶۔نمازکے ختم پر اباضی صرف ایک بار سلام کیوں کہتے ہیں؟

جواب:اباضی اس سلسلے میں اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جو کتب حدیث میں مذکور ہے جیسے ترمذی شریف،ابن ماجہ،مسند احمد،طبرانی اور بیہقی،یہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ ،حضرت انس بن مالک،سلمہ بن اکوع اور سہل بن سعد کے حوالے سے منقول ہے کہ:نبی کریمﷺایک بار سلام کہتے تھے،اور مہاجرین ایک بار سلام کہتے تھے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ اباضی دوبارسلام کہنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں،اور یہ اختلاف دوسروں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے کہ سلام ایک بارکہا جائے گا یا دوبار یا تین بار،لیکن امام نوی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ایک بار سلام کہنا واجب ہے۔

۱۷۔کیا فقہ کو آگے بڑھانے اور لوگوں کو کسی ایک رائے کا پابند بنانے میں سیاست کا کوئی کردار ہے؟

جواب:ہاں فقہ کے کارواں کو آگے بڑھانے میں سیاست کا بہت بڑا کردار رہا ہے،مسلمانوں کے ملکوں کی حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہونے والے حکمرانوں نے متعین مسالک کو اپنایا،اور انہیں کے مقتضی کے مطابق فیصلے کئے ہیں،مثال کے طور پر امام ابوحنیفہ کا مسلک مشرقی ملکوں میں پھیلا ،کیونکہ عباسی حکومت نے اس مسلک کو اپنایا اور اس کو رواج دیا،جبکہ امام مالک کا مسلک مغربی ممالک میں پھیلا،کیونکہ ان ممالک میں برسراقتدار میں آنے والی حکومتوں نے بھی اسی مسلک کو

اپنایا،جہاں تک فاطمی سلطنت کا تعلق ہے تو انہوں نے مصر وغیرہ میں اپنے دور حکومت میں مسلک اسماعیلی کو رائج کیا،اور امام ابو حنیفہ کے مسلک پر عمل کرنے پر پابندی عائد کردی،کیونکہ یہ عباسی سلطنت کا مسلک تھا،اور جہاں تک اندلس کے امویوں کا تعلق ہے تو انہوں نے مالکی مسلک کو رائج کیا،اور سلطنت ایوبی کے حکمرانوں نے امام شافعی کے مسلک کو رائج کیا،باجودکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مسلک ماضی میں سب سے زیادہ پھیلا ہوا اور رائج تھا لیکن اخیر زمانے میں بعض حکومتوں اور تنظیموں کے میڈیائی پروپیگنڈے اور مادی طاقت کے نتیجے میں اکثر مسلمانوں کے ملکوں میں وہابی مسلک رائج ہو گیا۔

تم بحمد اللہ